تحریر:۔ جناب لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل صاحب

نظریہ پاکستان کا وارث کون ؟

تحریک پاکستان اور تخلیق پاکستان کی جڑیں برصغیر کی تاریخ میں بہت گہری ہیں ۔ حکومتی سطح پر نہ سہی لیکن مسلم عوام ، علماء اور مفکرین کی سطح پر ریاست مدینہ کے نمونے پر ایک اسلامی ریاست کے قیام کی آرزو کو ہمیشہ اہمیت حاصل رہی ہے ۔ خصوصاً وہ لوگ جو اسلام کے انقلابی کردار سے آشنا تھے ہمیشہ اسلام کے اصولوں پر مبنی حکومت ، مملکت اور معاشرے کے قیام کے لیے جدوجہد کرتے رہے ۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ہزار سالہ کشمکش کی اپنی ایک مستقل تاریخ ہے ۔ یہ کشمکش کسی خطہ زمین یا رنگ ونسل کے مسئلے پر نہ تھی ، بلکہ خالصتاً نظریے کی بنیاد پر تھی ۔ یہی پاکستان کی تحریک تھی ۔ مجدد الف ثانیؒ سے لے کر شاہ ولی اللہؒ اور سید احمد شہیدؒ کی تحریک مجاہدین تک یہی تحریک اپنی پوری تابناکی کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے ۔ اسی کے نتیجے میں ریشمی رومال تحریک نے جنم لیا اور تحریک خلافت سمیت بہت سی تحریکیں اٹھیں جن کا واحد مقصد یہ تھا کہ احیائے دین کس طرح ہو اور کس طرح اسلام کی قوت وشوکت اور اصول وقوانین پر مبنی ایک ریاست قائم ہو ۔ قیام پاکستان سے پہلے مسلم لیگ نے امت کے اسی جذبے ، ذوق وشوق اور ارادے کو مزید تحرک بخشا ، اسے Activate کیا ۔ مسلم لیگ نے مسلمانان ہند کو ہندو اکثریت کے دباؤ اور سازشوں سے بچنے کیلئے ایک الگ ریاست کا تصور دیا اور اس ریاست کا مطمح نظر اسلام کے اصولوں پر مبنی نظام کا قیام ٹھہرایا ۔ " پاکستان کا مطلب کیا .... لاالہ الااللہ " کا مقصد بھی یہ تھا کہ مسلمانان برصغیر احیائے اسلام کے لیے ایک ایسی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے جہاں مسلمان قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کریں ۔

سید احمدؒ بریلوی وسطی ہندوستان سے اٹھے اور ان علاقوں میں آئے جن کو آگے چل کر پاکستان بننا تھا اس لیے کہ وہ بھی ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کیلئے اٹھے تھے ، لہذا ان کی نظریں بھی اسی خطے پر پڑیں جہاں ایک سو برس بعد پاکستان قائم ہوا ۔ اس کی کئی وجوہ تھیں ۔ ایک تو یہ کہ یہ علاقہ مشرق وسطی اور وسط ایشیا کے اسلامی خطے سے ملحق تھا ، دوسرے اس علاقے میں مسلمانوں کی اکثریت تھی ۔ تیسرا یہ کہ اس خطے کے غیور مسلمانوں کی خاکستر میں جہاد کی

چنگاریاں دبی ہوئی تھیں ۔ سید احمدؒ شہید کی جوہر شناس نگاہوں نے اس بات کا ادراک کرلیا تھا ۔ اسی حقیقت کا ذکر علامہ اقبال نے کیا ۔ پاکستان کا تصور پیش کرتے ہوئے انہوں نے بھی اسی علاقے کو چنا ۔ علامہ نے علاحدہ ریاست کا تصور دیتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا ، ملت مسلمہ کسی بے جان اور جامد ڈھانچے کا نام نہیں ، یہ روح جہاد سے نمو پاتی اور خون شہیداں سے حرارت حاصل کرتی ہے ۔ ہمارے دوسرے مفکرین نے بھی ہمیشہ اس کا احساس اور ادراک کیا ۔ جہاد کی وہی روح تھی جس نے سید احمدؒ شہید ، علامہ اقبال اور قائداعظمؒ کو موجودہ پاکستان کی طرف متوجہ کیا ۔ سید احمد شہیدؒ کی آمد سے اس خطے میں جہاد کی عظیم تاریخ مرتب ہوئی اور علامہ کی فکر اور قائد کے عمل سے یہاں وہ ملک معرض وجود میں آیا جسے ہم بلاخوف تردید ریاست مدینہ کے بعد پہلی اسلامی ریاست کہہ سکتے ہیں ۔

مسلم لیگ کا یہی تاریخی پس منظر تھا جس کی حتمی توضیح (Final Articulation) علامہ اقبال کے قائداعظم کے نام ایک خط سے بھی ہوتی ہے ۔ اس خط میں انہوں نے برصغیر میں دو متصادم نظریوں کا ذکر کیا ہے ۔ ایک مسلم نظریے کا اور دوسرے ہند کے سامراجی نظریے کا ۔ یہ وہ دن تھے جب تحریک پاکستان عملی اور حتمی تشکیل کے مرحلے سے گزر رہی تھی ۔ ان ایام میں اشتراکیت ایک متبادل نظریے کے طور پر بھرپور طریقے سے میدان میں آچکی تھی ۔ علامہ اقبال نے قائداعظم کو جو خط لکھا اس میں فرمایا : نہرو سوشلزم کو روٹی کا ذریعہ سمجھتا ہے ۔ یہ مسئلہ مسلمانوں کے لیے بھی یکساں رکھتا ہے ، لیکن میرا خیال ہے روٹی ، مساوات اور انصاف کا مسئلہ اسلام کے احیاء میں ہے ۔ اس لیے نہرو سوشلسٹ انڈیا میں مسلمانوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوگی ۔ پاکستان کا نظریہ پیش کرنے والے مفکر کی یہ بات اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے ، کہ پاکستان کا قیام احیائے اسلام کے نظریے پر ہوا ۔ یہی نظریہ تھا جس کی مدد سے مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت میں پاکستان کا قیام ممکن بنایا ۔

بدقسمتی سے پاکستان بنتے ہی مسلم لیگ پروڈیروں ، جاگیرداروں اور بیوروکریسی کا قبضہ ہوگیا ہے ۔ اس طرح ایک سامراج دشمن جماعت خود سامراج کے حلقہ اثر میں آگئی ۔ پاکستان کے تمام ادارے یکے بعد دیگرے جاگیرداروں کے قبضے میں چلے گئے ۔ ان کے دم قدم سے پاکستان اپنے قیام کے حقیقی مقصد سے محروم ہوتا چلاگیا ۔ یہ جاگیردار جو مغربی استعمار کے غلام اور حاشیہ نشین رہ چکے تھے ، استعمار کے بعد اس کے جانشین بن گئے ۔ انگریز نے جاتے جاتے تمام اداروں میں اپنی

جونشانیاں چھوڑیں انہوں نے پاکستان کو انصاف ومساوات سے محروم کیا اور معاشی ناہمواری پیدا کی اس کے نتیجے میں باالآخر ایک ردعمل ابھرا ۔ یہ ردعمل دراصل سامراج کے خلاف تھا، اسلام کے خلاف نہیں تھا۔ کچھ لوگوں نے سوشلزم کا نعرہ بھی اسی ردعمل کے طور پر قبول کیا۔ یہ غلط ہے کہ سوشلزم کی جانب لوگوں کا میلان اسلام کے خلاف تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ اسلام کے لیے جان دینے والے لوگ روٹی، کپڑا اور مکان پر ریجھ کر اسلام کے خلاف ہوجاتے ۔ پھر پاکستان کے عوام تو کبھی اسلام کے خلاف ہو ہی نہیں سکتے تھے، جس ملک کی بنیاد ہی اسلام پر اٹھائی گئی ہے وہاں تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دراصل عوام کی امنگوں پر اترنے والا اسلامی نظام یہاں نافذ نہ ہونے دیا گیا۔ اس کے بجائے سامراج نے اسلام کے نام پر سامراجی نظام چلایا۔ اس سے لوگوں میں جو شدت کا غم وغصہ پیدا ہوا، سوشلزم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ سوشلزم نے سامراج کو چیلنج کیا، حالانکہ یہ نام نہاد سوشلزم بھی بجائے خود سامراج ہی کی بگڑی ہوئی شکل تھا، جیسا کہ آگے چل کر ثابت ہوگیا ۔ تاہم جیسے ہی سامراج دشمنی پر مبنی نعرہ بلند ہوا اسے ملک کے کمزور اور مظلوم طبقوں میں مقبولیت حاصل ہوئی ۔ ادھر مشرقی پاکستان نے پنجاب کو سامراج کا قائم مقام قرار دے کر سارا غصہ اس پر اتارا ۔ وہاں پنجاب مخالف جذبات پیدا کیے گئے حالانکہ اس میں پنجاب کا قصور نہیں تھا۔ مجرم جاگیردار تھے ۔ یہ محض ایک علامتی بات تھی۔ یہاں بھی فساد کی اصل جڑ نظام کا سامراج کا نظام تھا جس سے بنگالی مسلمانوں کے حقوق تلف ہوئے اور ان میں شدید ردعمل ہوا ۔ چونکہ زیادہ تر پنجاب ہی فیوڈلزم کی نمائندگی کررہا تھا۔ یہاں کا جاگیرداری، وڈیرہ، شاہی، چودھریانہ اور بیوروکریسی نظام ساری خرابیوں کا ذمے دار تھا لہذا سارا غصہ پنجاب پر اتارا گیا اور مشرقی پاکستان الگ ہوگیا۔

مغربی پاکستان جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد پاکستان کہلایا، یہاں نہرو کے خیالات کی عکاسی کرتے ہوئے دعویٰ کیا گیا کہ سوشلزم کفالت کرسکتا ہے ۔ اس دعوے نے لوگوں کو گمراہ کیا، چنانچہ لوگوں نے روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے کا ساتھ دیا اور بھاری تعداد میں بھٹو کے ساتھ چل پڑے ۔ بھٹو کے دعوے کے مطابق سوشلزم کا اصل کام پسے ہوئے طبقے کے مسائل حل کرنا تھا لیکن اس کے برعکس بھٹو نے غیرجمہوری روش اختیار کی ۔ اس کی زیادتیاں بڑھنے لگیں تو چند برسوں کے اندر اندر عوام کی سوچ (۱۹۷۷ء میں) نظام مصطفیٰ کی شکل میں ابھری ۔ بدقسمتی سے اس موقع پر مارشل لاء نے آکر جھنڈا اٹھالیا اور کہا، نظام مصطفیٰ کا نفاذ ہم کریں گے ۔ ظاہر ہے کسی مارشل لاء کے بس میں نہ تھا کہ اس عظیم کام کو کرسکے ۔ نفاذ اسلام کیا ہوتا کہ اس کا پروگرام پوری صلاحیت کے ساتھ پیش ہی نہیں کیا گیا۔

آج کا منظر ہم یوں دیکھ رہے ہیں کہ سوشلزم کی علم بردار پیپلز پارٹی نہرو کے سوشلزم کی سوچ پر مبنی نظریے کی علمبردار ہے۔ حالانکہ پاکستان نہرو کی سوچ کی نفی کرکے معرض وجود میں آیا تھا، لیکن جب سوشلزم بطور ایک آئیڈیالوجی دنیا بھر میں ناکام ہوگیا اور اس کی بنیاد پر قائم ممالک اور سلطنتیں ختم ہوگئیں تو پاکستان میں بھی سوشلزم زوال سے آشنا ہوگیا۔ چنانچہ آج پیپلز پارٹی بھی نئے نعروں کی آغوش میں پناہ ڈھونڈ رہی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سوشلزم پیدا کرنے والے عوامل بھی ختم ہوگئے، وہ تو اپنی جگہ موجود ہیں۔ روٹی کا مسئلہ، عدم مساوات اور ناخواندگی جیسے مسائل پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ آبادی زیادہ ہوگئی ہے اور اندرونی و بیرونی سامراجی قوتیں ابھی تک ہمارے مقتدر اداروں پر چھائی ہوئی ہیں۔

مسلم لیگ جو نظریہ پاکستان کی اصل داعی تھی اور آج بھی مدعی ہے، اپنی صفوں میں غالب سامراجی قوت کے ہاتھوں ہمیشہ مفلوج رہی، آج بھی یہی صورت حال ہے اور اس سے ابہام پیدا ہورہا ہے۔ ابہام یہ ہے کہ دعوے کے مطابق تو آج مسلم لیگ اسلام کی داعی ہے، لیکن عملی طور پر نظریہ پاکستان کے ساتھ مطابقت ہی نہیں رکھتی۔ اس کے دعوے اور عمل میں گہرا تضاد ہے جس سے ایک خلا پیدا ہورہا ہے اور ایسا لگتا ہے یہ خلا مزید بڑھے گا۔ یہاں میں ایم کیو ایم کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ ایم کیو ایم کی تخلیق بھی مسلم لیگ میں موجود تضاد اور پاکستان پر سامراجیت کے غلبے کا تاریخی ردعمل ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے پاکستان کے لیے قربانیاں دیں اور ہجرت کی تھی، ان کی روٹی کا مسئلہ تو کسی حد تک حل ہوگیا لیکن انصاف کا مسئلہ حل نہیں ہوا، تو وہ بھی ردعمل کا شکار ہوگئے۔ بنیادی طور پر ان کا جھگڑا بھی سامراج کے ساتھ تھا لیکن وہ اس تصادم کو درست سمت میں نہ رکھ سکے۔ اسی طرح ایک اور جماعت عوامی نیشنل پارٹی ہے جسے پہلے NAP کہاجاتا تھا۔ وہ ہمیشہ سے نہرو کے نظریے سے کمٹ منٹ رکھتی آئی ہے۔ یہ لوگ پاکستان کے قیام کے بعد نہرو کے نظریے کی برتری کے لیے سرگرم عمل رہے۔ پاکستان کی حکومت اور اداروں پر سامراجی قوتوں کے غلبے نے ان کو موقع دے دیا کہ نہرو اور غفار خان کے سرخ پوش نظریات کی کامیابی اور دوقومی نظریے کی ناکامی کا دعویٰ جاری رکھیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ نظریہ پاکستان کہاں ہے اور اس کا والی وارث کون ہے....؟

قائداعظمؒ کے جو تمام مقاصد تھے جن کی تکمیل ابھی تک نہیں ہوئی، ان کی تکمیل کون کرے گا...؟

مثال کے طور پر انہوں نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا، مرتے وقت بھی ان کے لبوں پر کشمیر کا

(بقیہ صفحہ 38 پر)